JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.02

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

TITLE OF THE PAPER

ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی: عصر حاضر کا عوامی خاکہ نگار

AUTHOR(S)

* **Muhammad Arsalan Raza**
Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Bahauddin Zakariya University, Multan
** Dr. Shazia Umbrin
Assistant Professor, Department of Urdu,
Bahauddin Zakariya University, Multan

CONTACT

* arslanraza1967@gmail.com
** drshaziaumbrin@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: December 11, 2024
Accepted on: December 28, 2024
Published on: December 31, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 02, Page No: 176-186
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

* محمد ارسلان رضا ** ڈاکٹر شازیہ عنبرین

ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی: عصر حاضر کا عوامی خاکہ نگار

Dr. Mazhar Mehmood Shairani: Contemporary Public Sketch Writer

ABSTRACT

Mazhar Mahmood Shirani belonged to the city of Lord Kana, Pakistan. Mazhar Mahmood Shirani was the grandson of renowned critic, researcher and historian Hafiz Mahmood Shirani and the son of the famous romantic poet Akhtar Shirani who founded a new dimension in poetry. The problems of the city were presented on the basis of the topics, which include city unrest, economics, class consciousness, bankruptcy, patience and gratitude, religious institutions, militancy and grandeur. In these topics, the public color of Akbarabadi emerges. Shabbarat, Diwali, Holi, Jada, Rainy Spring, Ata Dal, Roti, Basant, Koori, Rupee, Bear cub etc. and religious tolerance is very evident in Nazir's speech. Similarly, Mazhar Mahmood Sherani can also be recognized as a public cartoonist of Urdu. Mazhar Mahmood Shirani's sympathies are very wide, the poor and noble, the merchant and the ruler, the ascetic and the slave, the woman and the man, the human and the animal, Hindu and Muslim and even the third creature created by God (eunuch) all have a place in his heart.

KEYWORDS

Public writer, marginalized, Power over language and expression, Boldness, Sketches of anonymous figurers, socioeconomic.

ہر فرد میں کچھ ایسے منفرد پوشیدہ اوصاف ہوتے ہیں جو اس کو دوسروں سے الگ کرتے ہیں۔ وہ اوصاف فکر، تحقیقی وتنقیدی سوچ، منفی ومثبت رویے اور کائنات کو دیکھنے کے مختلف نظریات ہو سکتے ہیں۔ ہر فرد اپنے اظہار خیال کے لیے مختلف طریقوں سے مدد لیتا ہے۔ ہر بڑا لکھنے والا اپنی کائنات خود تخلیق کرتا ہے پیمانے کچھ بھی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ نظم ونثر کے لئے بنائے ہوئے پیمانے اکثر چھوٹے ہی ہو جاتے ہیں۔ اردو ادب پر نہ جانے ایسے کتنے ہی ادیب وشاعر اپنی چھاپ چھوڑ گئے ہیں اُن کی تخلیقات نے ان کو آج بھی زندہ وجاوید رکھا ہوا ہے نیز دور حاضر میں موضوع بحث بھی

بنے ہوئے ہیں۔بلاشک و شبہ مظہر محمود شیرانی بھی اردو ادب کے ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جن کی تخلیقات اردو ادب کا فخر ہے۔مظہر محمود شیرانی پاکستان کے نامور ماہر تعلیم، خاکہ نگار، محقق اور فارسی کے زبان و ادب کے استاد ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء(1) کو راجپوتانہ کی ریاست جودھ پور کے گاؤں شیرانی آباد میں پیدا ہوئے۔

مظہر محمود شیرانی اردو کے معروف نقاد، محقق اور مورخ حافظ محمود شیرانی (2) کے پوتے اور شاعری میں نئی جہت کی بنیاد رکھنے والے نامور رومانوی شاعر اختر شیرانی کے بیٹے تھے اس لیے اردو اب سے عشق، شعر و سخن اور تحقیق کا ذوق انہیں ورثے میں ملا ہے۔ہر لکھنے والے میں کچھ نہ کچھ نمایاں خصوصیات ہوتی ہیں جن کی بدولت وہ اپنے ہم عصروں سے منفرد دکھائی دیتا ہے۔اسی طرح مظہر محمود شیرانی بھی ایسے لکھنے والے ہیں جو بہت سی نمایاں خصوصیات مالک ہیں اس لیے تحقیق، ترجمہ اور تالیف و ترتیب اور تدوین میں طبع آزمائی کی اور کامیاب بھی رہے ہیں۔مظہر محمود شیرانی نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی حاصل کی، اور اس ابتدائی تعلیم فارسی کی تعلیم سر فہرست ہے۔فارسی کی تعلیم پر زور دینے کی بنیادی وجہ ان کے دادا حافظ محمود شیرانی تھے۔انہیں کی کاوش کا نتیجہ تھا کہ مظہر محمود شیرانی نے گلستانِ سعدی کا کچھ عرصہ چند دنوں میں مکمل کر لیا۔مظہر محمود شیرانی کو تاریخ اور فارسی سے خاص محبت تھی ۔انجینئر راشد اشرف مظہر محمود شیرانی کی تعلیم اور ملازمت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> ”مظہر محمود شیرانی نے شیخوپورہ سے میٹرک اور لاہور سے ایف۔اے۔بی۔اے اور اس کے بعد تاریخ میں ایم اے کیا۔فارسی سے قلبی تعلق کے باعث آپ اورینٹل کالج پہنچے۔۔۔یوں دوبارہ فارسی میں ایم اے کا امتحان پاس کیا۔تعلیم سے فراغت کے بعد پہلے گورنمنٹ کالج لاہور اور بعدازاں گونمنٹ کالج شیخوپورہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔آپ نے ۱۹۶۳ء میں شیخوپورہ میں رہائش اختیار کی۔ ۱۹۹۵ء میں اکیاون جلدوں پر مشتمل فارسی لغت کو مرتب کرنے کا کام شروع کیا۔“(3)

مظہر محمود شیرانی کا شیخوپورہ قیام خدا کو منظور نہ تھا لہذا مظہر محمود کو قسمت 2003ء میں ایک بار لاہور آئی جہاں انہوں نے فارسی لغت ”لغت نامہ دہخدا“ کو مرتب کیا۔انہوں نے مختلف موضوعات پر علمی و تحقیقی مضامین مختلف اوقات میں ملک کے نامور ادبی و صحافتی جرائد میں شائع کروائے رہے ہیں۔وہ شہر لاہور کے شور و غل اور ہنگامہ اخیز زندگی سے کہیں دور جاکر تحقیق و تالیف کا کام شروع کرنا چاہتے تھے انہوں نے ایسا ہی کیا وہ شیخوپورہ گئے اور اپنے دادا حافظ

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

محمود شیرانی پر پی۔ایچ۔ڈی شروع کردی نیز تحقیق و تالیف کا کام بھی کرتے رہے۔ پی۔ایچ۔ڈی کے دوران مظہر محمود شیرانی کو بہت سی تکالیف سے گزرنا پڑا لیکن انہوں نے ڈاکٹر وحید قریشی کے زیرِ نگرانی مقالہ مکمل کرلیا۔

ڈاکٹر پروفیسر مظہر محمود شیرانی جولائی 1964ء کو شادی جیسے حسین بندھن میں بندھ گئے، آپ خدا کی رحمت سے چار بیٹیوں کے باپ بنے لیکن کوئی بھی نرینہ اولاد نہیں ہے۔

پروفیسر مظہر محمود شیرانی کی نظر بہت تیز اور مشاہدہ بہت گہرا تھا۔وہ بچپن ہی سے زندگی کی ان چھپی ہوئی حقیقتوں کو سمجھنے لگے تھے جو عام بچوں کی نگاہوں سے اوجھل رہی ہیں۔اس کی وجہ مظہر شیرانی کے دادا ہو سکتے ہیں کیونکہ مظہر شیرانی کے پہلے معلم وہ ہی تھے صفات کے ساتھ ساتھ مظہر محمود شیرانی کے خدوخال، نین نقش بھی دادا حافظ محمود شیرانی سے ملتے جلتے تھے۔یہ بھی قدرت کا کمال ہے کہ ذہانت اور شکل والد محترم سے کم اور دادا سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔سید وقار افضل،ڈاکٹر مظہر شیرانی کے سراپا کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> "درمیانہ قد، مسکراتا ہوا سانولا، چہرہ، جسم قدرے بھاری، دبیز شیشوں والی عینک سے جھانکتی ہوئی روشن آنکھیں، عموماً سفید شلوار قمیص میں ملبوس، پان چباتے ہوئے بڑے میٹھے لہجے۔۔۔"(4)

حافظ محمود شیرانی جیسے بڑے نامور نقاد، محقق، اور مورخ کے پوتے اور شہرت یافتہ رومانوی شاعر اختر شیرانی کے بیٹے ہونے کا مظہر محمود شیرانی نے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا۔اردو ادب کی دنیا میں الگ اور منفرد مقام بنانے کیلئے انہوں نے جو کچھ کیا خود کیا۔باپ اور دادا کا نام استعمال نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ وہ اب نہ صرف اردو ادب کا حصہ ہیں بلکہ ان کی تخلیقات اردو ادب کا عمدہ سرمایہ ہیں۔تحقیق و تالیف کے بعد مظہر شیرانی نے ترتیب و تدوین میں جوہر دکھائے۔ریٹائرمنٹ کے بعد خاکہ نگاری میں بھی طبع آزمائی کی اور خوب نام کمایا۔معربات رشیدی کے نام سے ترجمہ بھی کیا۔ان کا بہترین کارنامہ حافظ محمود شیرانی کی علمی و ادبی خدمات کو دو جلدوں میں مرتب کرنے کا ہے اس کے علاوہ مقالات حافظ محمود شیرانی کو دس جلدوں میں مرتب کر کے وہ ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے۔

انہوں نے خاکہ نگاری کے میدان میں اپنی الگ منفرد پہچان بنائی ہے جس کی بنیادی خاصیت یہ ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کے خاکے لکھے ہیں جو بالکل بھی مشہور نہیں بلکہ عام لوگ ہیں۔ادبی دنیا سے ان لوگوں کا دُور دُور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E): 1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

مظہر محمود شیرانی اپنے تحریر کردہ خاکوں کے حوالے اپنی رائے کا اظہار یوں پیش کرتے ہیں کہ:

> "یہ میری تحریر کردہ خاکوں اور اگر یہ خاکے کی تعریف پر پورا نہ اترتے ہوں تو شخصیات پر مضامین کا پہلا مجموعہ ہے۔۔۔۔ جو گمنام لوگوں پر لکھے گئے ہیں۔"(5)

گل نبی، شریفا، کالے خاں، شاہ صاحب، شبیرا، حاجی تنشاہ خان، اکرام حسن خاں (ایس۔ایم۔اکرام) ضیاالدین دیسائی اور سید حسام الدین راشدی ایسے افراد ہیں جن کا ادبی دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔بلکہ ان میں سے بہت سی شخصیات ان پڑھ ہیں شاید ہی کبھی کتاب سے ان شخصیات کا آمنا سامنا ہوا ہو۔عام آدمی کا خاکہ لکھتے ہوئے مظہر محمود شیرانی جیسے فنکار نے اپنی قلم کی طاقت سے جان ڈال دی۔

مظہر محمود شیرانی سے پہلے بھی ایسے خاکہ نگار گزرے ہیں جنھوں نے عام آدمی کو موضوع بنایا ہے جن میں مولوی عبدالحق کا نام سر فہرست ہے۔ خاکہ "نام دیو مالی" ایک شاہکار خاکہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں مالی کو درختوں، پھول پودوں سے محبت کرتے دکھایا گیا ہے۔ نام دیو مقبرہ رابعہ دُرانی اور نگ آباد (دکن) کے باغ کا مالی تھا۔اسی طرح "نور خاں" اور ایک گمنام شخص "عبدالرحمٰن" کا خاکہ لکھ کر مولوی عبدالحق نے اپنے زور قلم سے عام آدمی کو بھی معروف بنادیا ہے۔پروفیسر رشید احمد صدیقی کا لکھا خاکہ "ایوب عباسی" بھی ایک ایسے عام آدمی کا خاکہ ہے جس کی موجودگی کا احساس اس کے مرنے کے بعد ہوا، جو اعلیٰ اخلاق اور سیرت کی خوبصورتی کا پیکر تھا۔پرووسٹ کے دفتر میں کام کرنے والا ملازم آج ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا ہے۔

> "مظہر محمود شیرانی نے بھی ایسے گمنام لوگوں کو خاکے کا موضوع بنایا ہے جن میں شمالی مغربی کہساروں سے لے کر راجستان کے ریگزاروں اور لاڑکانہ سے لے کر سیالکوٹ کے دیہی علاقوں تک کے بے سواد لوگ شامل ہیں۔ یہ ایسے عام لوگ ہیں جو کردار زبان حال سے پکار پکار کہتے تھے کہ ان کا تعارف صاحب دل لوگوں سے کرانا انسانیت کی خدمت کے مترادف ہے۔"(6)

مظہر محمود شیرانی کے خاکوں کے چار مجموعے شائع ہوئے۔

۱۔"بے نشانوں کا نشاں" (القا پبلی کیشنز،2015ء)، ۲۔"کہاں سے لاؤں انھیں" (القا پبلی کیشنز2019ء)، ۳۔"وہ کہاں گئے" (اٹلانٹس پبلی کیشنز2020ء)، ۴۔"جانے کہاں بکھر گئے" (کراچی زندہ کتابیں، 2021ء)

اس کے علاوہ محمود شیرانی کا تحقیق و تدوین کا میدان بہت وسیع ہے انہوں نے مقالات حافظ محمود شیرانی کو دس جلدوں

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

میں مرتب کیا، حافظ محمود شیرانی کی علمی وادبی خدمات دو جلدوں میں مرتب کیا مزید یہ کہ معربات رشیدی کے نام سے ترجمہ بھی کیا۔مشاہیر کے گھرانے میں آنکھ کھولنے کے باوجود ان کے کام میں تصنیف، تالیف، ترجمہ سب شامل ہیں۔

۸۶ سال کی عمر پانے والے خاکہ نگار، محقق، مدرس اور مشہور فارسی کا استاد مظہر محمود شیرانی 12 جون 2020ء کو دنیا سے کوچ کر گئے۔مظہر محمود شیرانی کا خاکوں کا مجموعہ "بے نشانوں کا نشاں" میں شامل شخصیات ایسی شخصیات ہیں جو عام آدمی ہیں۔ایسے عام آدمی جن کو مظہر محمود شیرانی کبھی نہ کبھی ایک بار ضرور مل چکے تھے لیکن ادبی دنیا میں ان کی کوئی اپنی منفرد شناخت نہیں ہے۔کالے خاں، شریفا، گل نبی، شاہ صاحب، شبیرہ، حاجی منشا ایسے ہی عام آدمی ہیں جن کا ادب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔مظہر محمود شیرانی کا دوسرا خاکوں کا مجموعہ "کہاں سے لاؤں انھیں" میں جو شخصیات کی گئی ہیں وہ ادب کی دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتی ہیں۔اور کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں اختر شیرانی، پروفیسر حمید خاں، سید وزیر الحسن عابدی، مشفق خواجہ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، رشید حسن اور احمد ندیم قاسمی کے نام قابل ذکر ہیں۔

مظہر محمود شیرانی کا تیسرا خاکوں کا مجموعہ "وہ کہاں گئے" میں شامل تمام خاکے ایک بہترین شاہکار کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ان شخصیات کو مختلف اداروں مختلف راستوں سے منزل کی طرف رواں دواں چلتے پھرتے دیکھے جا سکتا ہے۔ان شخصیات میں ایس۔ایم۔اکرام، جسٹس ایس۔اے۔ رحمن، جے۔آر۔شیرانی، خورشید احمد خاں یوسفی، سردار عبدالمجید، ڈاکٹر عبدالشکور الحسن، حکیم سید محمود ایسی شخصیات ہیں جو منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔

مظہر محمود شیرانی کا چوتھا شخصی خاکوں کا مجموعہ زندہ کتابیں سلسلہ نمبر 129 میں "جانے کہاں بکھر گئے" کے عنوان سے ۲۰۱۷ء کو منظر عام پر آیا۔بظاہر تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس خاکوں کے مجموعے میں بھی سابقہ مجموعوں کی طرح شخصیات کو ان کے احوال و آثار سمت قلمبند کیا گیا ہے۔لیکن ہر گز ایسا نہیں ہے بلکہ یہ الوداعی اور دیگر تقاریب میں پڑھے گئے مضامین ہیں جن کو بطور خاکہ پیش کیا گیا ہے۔مشتاق احمد، شبلی صاحب، پروفیسر شمس الدین، پروفیسر نیاز احمد، چوہدری انور خاں وڑائچ، ڈاکٹر عبدالوحید قریشی، مقبول احمد، پروفیسر گلزار محمد اور پروفیسر عالم ایسی شخصیات ہیں جو کو موضوع بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

مظہر محمود شیرانی کا پہلا خاکوں کا مجموعہ 2002ء میں "بے نشانوں کا نشاں" کے نام سے شائع ہوا۔ گل بنی، چک نمبر ۷۱ کا شریفا، کالے خاں، شاہ صاحب، بے نام (فقیر)، شبیرا، جمعہ بھائی، مرزا مصیبت بیگ، حاجی منشا خان اور دیا کہاں گئے وے لوگوا (چودھری محمد سعید) وہ عام شخصیات ہیں جن کو موضوع بنا کر پیش کیا گیا ہے۔"گل نبی" ایک دیانتدار

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

اور مخلص انسان تھا جو کالام کا رہائشی تھا۔ (کلام ایک دلکش وادی ہے جو خیر پختونواہ میں دریائے سوات کے قریب مینگورہ سے ناوے کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے) گل نبی کا پہلے ہوٹل تھا پھر ہوٹل چھوڑ کر سوئی گیس سیلنڈر کا نام شروع کیا اور بیکری کی دکان کھولی اور آخر میں جائیدار کی خرید وفروخت کا کام شروع کر دیا۔ یہ ایک ایسے عام آدمی کا خاکہ ہے جس کی آمدنی کا کوئی مستقل وسیلہ نہ تھا پھر بھی دل دریا کی مانند تھا۔" بے نام" ایسے عام آدمی کا خاکہ ہے جس کا ذکر آپ کو حیران کر دے گا۔ ہم نے ایسے خاکہ نگاروں کے بدے پڑھا ہے جنھوں نے سیاست دانوں، ادیبوں مشہور شخصیات وزیر، بڑے عہدے داروں پر خاکے لکھیں ہونگے لیکن "بے نام" میں جس عام آدمی کا خاکہ پیش کیا گیا ہے وہ ایک فقیر کا ہے۔ فقیر کی مکمل شخصیت کا اندازہ مظہر محمود شیرانی کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے کہ:

> "دنیا میں تمہیں جتنے آدمی چلتے پھرتے نظر آتے ہیں ان میں سے ہر ایک ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ممکن ہے یہ مقولہ سب لوگوں پر صادق نہ آتا ہو مگر اس فقیر پر ضرور چسپاں ہوتا تھا۔"(7)

مظہر محمود شیرانی کی اس فقیر سے ملاقات شیخوپورہ کی گلیوں میں بھیک مانگتے ہوئے ہوئی تھی یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب مظہر محمود شیرانی شیخوپورہ کالج میں تدریسی خامات سرانجام دے رہے تھے۔ "شبیرا" لاڑکانہ کا رہائشی تھا۔ نظام قدرت نے زمین پر عورت اور مرد جیسی جنس کو پیدا کیا اسی کے ساتھ ایک تیسری جنس بھی بنائی جو نہ مرد میں سے ہے اور نہ ہی عورت کی جنس میں سے ہے شبیرا مخنثیات میں سے تھا۔ بظاہر ان لوگوں کے پیشے سے کون واقف نہیں ہے گلی گلی، کوچہ کوچہ، سڑکوں اور خاص کر بس سٹاپ پر بھیک مانگ کر یا ناچ گا نا کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ لیکن شبیرا ہر لحاظ سے ان سے مختلف تھا وہ تالی مار کر تھرک مٹک کر پیسے نہیں کماتا تھا وہ محنت کے عوض ملنے والی رقم سے پیٹ بھرتا تھا۔ اور آخر سیشن جج لاڑکانہ کے یہاں باورچی مقرر ہوا۔ "کالے خاں"، "چک نمبر ۱۷ کا شریفا"، جمعہ بھائی" اور "شاہ صاحب" ایسے عام لوگوں کے خاکے ہیں جو بالکل بھی مشہور نہیں ہیں لیکن ان شخصیات کے اوصاف سے متاثر ہو کر مظہر محمود شیرانی ان لوگوں پر خاکے لکھ کر ان کو ہمیشہ کے لیے امر کر دیا ہے۔ مظہر محمود شیرانی سفارک خاکہ نگار ہیں انہوں نے خاکے لکھتے وقت سچائی کا دامن تھامے رکھا ہے وہ خاکہ پھر ان کے والد اختر شیرانی (8) کا ہو یا پھر چھوٹی دادی جان کے حقیقی بھانجے جمعہ بھائی کا ہو، ان شخصیات کے کردار کی خوبیاں اور خامیوں کو مظہر محمود شیرانی نے بے باکی سے خاکے میں پیش کیا ہے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

”سچ پوچھئے تو سمگلنگ پٹھانوں کا شغف رہا ہے پٹھان بڑی حریت پسند قوم ہے جمعہ بھائی نے بھی مانوے سے افیون لانا شروع کر دیا تھا اس لیے ان کو جیل ہو گئی تھی انہوں نے جیل میں ڈاڑھی رکھ لی اور نمازی ہو گئے۔ جمعہ بھائی جذباتی ہوتے تو پولیس والوں کے لئے اکثر کہتے اوئے پولیس دی کی مجال اے شیر سنگھ دے ڈیرے ول منہ وی کرے“(9)

مظہر محمود شیرانی کا دوسرا خاکوں کا مجموعہ 2011ء میں ”کہاں سے لاؤں انھیں“ کے نام سے شائع ہوا۔ اختر شیرانی مولانا سید محمد یعقوب، پروفیسر حمید احمد خاں، سید وزیر الحسن عابدی، اکرام حسن خاں، حکیم نیر واسطی، اکرام حسن خاں، ڈاکٹر ضیاالدین دلیسائی، مشفق خواجہ، رشید حسن خاں، ڈاکٹر غلام مصطفی خاں، احمد ندیم قاسمی اور پروفیسر عبدالوحید قریشی وہ شخصیات ہیں جو اردو ادب میں اپنا منفرد مقام رکھتی ہیں ۔جن کارنامے اور تحریریں یقیناً ایک بلد آپ کی نگاہ سے ضرور گزری ہونگی۔

”کہاں سے لاؤں انھیں، میں شامل خاکوں کے عنوان مصنف کی ذات سے متعلق گہرے مشاہدے کی عکاس۔ ایسا لگتا ہے کہ خاکے کے عنوان میں صاحب خاکہ کی پوری پوری شخصی تصویر کھینچ دی گئی ہے۔“(10)

ایک طرف مظہر محمود شیرانی نے ان خاکوں کی بدولت بیسویں صدی کی سیاسی، تعلیمی اور ادبی روداد کے ذریعے اس عہد کی جیتی جاگتی تصاویر ہمارے سامنے پیش کی ہیں اور دوسری طرف شخصیات سے متعارف کروایا جن کو ہم صرف کتابوں کی حد تک جانتے ہیں۔ ”اختر شیرانی“ کا تعارف کسی کا محتاج نہیں ہے اور حافظ محمود شیرانی کے بیٹے اور مظہر محمود شیرانی کے والد محترم ہیں۔ مظہر محمود شیرانی سے پہلے بھی اختر شیرانی جیسی شخصیت پر ”سعادت حسن منٹو“ یادگار خاکہ لکھ چکے ہیں۔ جس میں خاکہ پڑھتے ہوئے اختر شیرانی کے عادات و خصائل، سراپا ان کی شوخیاں، ضدی پن، معصوم معصوم سی نادانیاں اور ادبی سفری شروعات کے عناصر ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ مظہر محمود شیرانی نے ٹونک کے ایک جامع مسجد کے امام سید محمد یعقوب سے لے کر اسلامیہ کالج کے معلم پروفیسر حمید احمد خاں تک کی شخصیات کو کالج کے معلم پروفیسر حمید احمد خاں تک کی شخصیات کو قلمبند کیا ہے۔

ایک طرف مظہر محمود شیرانی عام آدمی کو موضوع بناتے ہیں دوسری طرف اکرام حسن خان، مشفق خواجہ، ڈاکٹر غلام مصطفی خاں اور احمد ندیم قاسمی جیسی شخصیات کو موضوع بناتے ہیں جن کے بغیر ادب کی وضاحت ناممکن سی بات ہے اور ان شخصیات کا ادب میں سرمایہ قومی ورثہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان خاکوں میں 1949-1948 تک واقعات کی

جھلکیاں نمایاں ہیں۔

بلاشک وشبہ اس خاکوں کے مجموعے میں اردو وادب کے محقق، ناقد، ادیب اور منفرد اور بلند مقام پر فائز شخصیات کو موضوع بنایا گیا ہے۔

مظہر محمود شہرانی کا تیسرا خاکوں کا مجموعہ 2020ء میں ''وہ کہاں گئے'' نام سے شائع ہوا۔

> ''وہ کہاں گئے، میں گیارہ شخصیتوں اور ان سے وابستہ یادوں کا ذکر ہے۔ان خاکوں میں جہاں ممو حسین کی شخصیت اجاگر ہوتی ہے وہیں مظہر محمود شیرانی کی اپنی شخصیت کے مختلف پہلو کھل کر سامنے آتے ہیں۔''(11)

ایس۔ایم۔اکرام، جسٹس ایس۔اے۔رحمن، سید حسام الدین راشدی، جمیل الرحمٰن خان، خورشید احمد خاں یوسفی، ڈاکٹر نجم الاسلام، سید منظور الحسن، سردار عبدالحمید نکی، ڈاکٹر عبدالشکور احسن، سید محمود احمد اور ابوالا قیاز ع۔س۔ مسلم پچاس سے سو سال پہلے کی ایسی شخصیات ہیں جو مختلف اداروں منفرد راستوں سے منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔اسن شخصیات کے خاکوں میں ایوب خان کے دور کی جھلکیاں نمایاں ہیں نیز سقوط مشرقی پاکستان کے بعد بھٹو کی پاکستان پیپلیز پدٹی (PPP) کی عوام کے ساتھ سلوک کی روداد موجود ہے۔

یہ ایسی شخصیات کے خاکے ہیں جو محکمہ انصاف، مجسٹریٹوں، عدالتوں اور ججوں پر مشتمل ہیں۔ایس۔ایم۔اکرام، خورشید احمد خاں یوسفی، حسام الدین راشدی اور سید منظور الحسن برکاتی ایسی شخصیات کے خاکے ہیں جو علمی، ادبی، سماجی، سیاسی ہر میدان میں نمایاں کردار ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ سقوط ٹونک، ٹونک کی ریاست کے تہواروں، تقریبوں، محفلوں، عروج وزوال اور شام جشنوں کے احوال ابھر کے سامنے آتے ہیں۔یہ ایسی شخصیات کے خاکے ہیں جن کو پڑھتے ہوئے دوسری کئی نامور شخصیات کا ذکر ابھر کر سامنے آتا ہے۔ان شخصیات میں حضرت صولت ٹونکی، اعجاز صدیقی، مولانا ماہر القادری اور نواب محمد اسمٰعیل علی خان تاج کے نام قابل ذکر ہیں۔

مظہر محمود شیرانی کا چوتھا شخصی خاکوں کا مجموعہ زندہ کتابیں سلسلہ نمبر 129 میں ''جانے کہاں بکھر گئے'' کے عنوان سے ۲۰۱۷ء کو منظر عام پر آیا۔مظہر محمود شیرانی اس مجموعے کے حوالے سے اپنی رائے کا اظہار یوں پیش کرتے ہیں۔

> ''یہ مجموعہ (جانے کہاں بکھر گئے) بنیادی طور پر اپنی اور دوستوں کی ملازمت سے سبکدوشی کے موقعوں پر کیے جانے والے خطابات پر مشتمل ہے۔۔۔۔ساتھ ہی بعض احباب کی دائمی جدائی

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

اظہار تعزیت کی حاصل، چند تحریر بھی شامل کی گئی ہیں۔"(12)

"جانے کہاں بکھر گئے" میں الوداعی اور دیگر تقاریب میں پڑھے گئے مضامین شامل ہیں جن کو بطور خاکہ پیش کیا گیا، فہرست کو تین الگ الگ حصول میں تقسیم کیا گیا ہے اول حصہ الوداعی خطابات، حصہ دوم متفرق خطبات اور حصہ سوئم تعزیتی مضامین پر مشتمل ہے۔ مظہر محمود شیرانی نے اپنے ساتھیوں کی نوکری سے سکدوشی پر جوان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے جو تحریریں لکھی وہ یہ ہیں۔ان تحریروں میں خاکہ کی بھرپور جھلکیاں نمایاں ہیں۔پروفیسر گلزار محمد، پروفیسر شمس الدین، پروفیسر صدیق شبلی، پروفیسر محمد عالم، خورشید حسین بخاری، ڈاکٹر سلطان محمود حسین اور پروفیسر صدیق شاہد مرزا، ایسی شخصیات ہیں جن پر خاکے لکھ کر مظہر محمود شیرانی نے طنزومزاح سے ان شخصیات میں نئی جان سی پھونک دی ہے شخصیات کے بدلے میں حقیقت سے کام لیتے ہوئے ان کو ہمارے درمیان لاکھڑا کیا ہے ان کا ماننا ہے کہ الوداعی تقریب میں ریٹائر ہونے والے شخص کے بدلے میں اس کے قریبی ساتھی جس طرح مبالغہ اور اغراق سے تعریفوں کے پل باندھتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ناکارہ جانور منڈی میں فروخت ہونے آگیا ہے ۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ قابلیت کے حامل شخصیات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہوتی ہیں جس کا اندازہ ڈاکٹر خورشید رضوی کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے:

> "زبان وبیان پر مظہر محمود شیر صاحب کو قابل رشک قدرت حاصل ہے۔ وہ الفاظ میں نہ اسراف کے قائل ہیں نہ بخل کے۔ایک ماہر مصور کی طرح رنگوں کو ٹھیک ٹھیک صرف کرتے ہوئے موقلم کی دو چار ہی جنبشوں میں وہ بسا اوقات ایک بولتی ہوئی تصویر بنا دیتے ہیں"(13)

جیسے ایک شاعر اپنی نظموں اور غزلوں میں شاعری کی بدولت صرف چند الفاظ میں حال دل بیان کر دیتا ہے شاعر کے ایک شعر سے ہی اس کے محبوب کی بے فائی، حالات زندگی، ہجر وفراق اور تنہائی ابھر کی سامنے آتی ہے بالکل ایسے ہی مظہر محمود شیرانی بھی اپنے تجربات، تاثرات، جذبات، بصارت، ذہانت اور مصورانہ مہارت وخیالات کو لفظوں کی مدد سے قاری کے ذہن میں شخصیت کی مکمل تصویر اتار دیتا ہے۔نظیر اکبر آبادی کو اردو کا عوامی شاعر تسلیم کیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے عام آدمی کے مسائل کو موضوع بنا کر پیش کیا ہے۔ان موضوعات میں شہر آشوب، معاشیات، طبقاتی شعور، مفلسی صبر وشکر، مذہبی رواداری، مکافات عمل اور پند وموعظمت شامل ہیں ان موضوعات میں نظیر اکبر آبادی کا عوامی رنگ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح مظہر محمود شیرانی کو بھی اردو کا عوامی خاکہ نگار تسلیم کیا جا سکتا ہے ان کی

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

ہمدردیاں بہت وسیع ہیں۔غریب وامیر،تاج وحاکم، عورت ومرد،انسان وحیوان، ہندو ومسلم اور یہاں تک کے خدا کی بنائی ہوئی مخلوق قتنمیات سبھی ان کے دل میں جگہ رکھتے ہیں۔مظہر محمود شیرانی کا تعلق ایک مشہور ادبی خانوادے سے تھا اس لیے وہ پامال راستوں پر چلنے کے قائل نہیں تھے۔یہ ان کے جادوئی قلم کی ہی طاقت تھی کے عام آدمی کو زندہ و جاوید بنادیا۔

حوالہ جات و حواشی

1۔ مظہر محمود شیرانی، کہاں سے لاؤں انھیں، (لاہور: القا پبلکیشنز، 2019)، ص250

2۔ حافظ محمود شیرانی اردو ادب میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اردو زبان و ادب کے عظیم محقیقن میں حافظ محمودشیرانی کا نام ہمیشہ عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ حافظ محمود شیرانی افغانی قبیلے شیرانی سے تعلق رکھتے تھے۔شیرانی پشتون قبیلہ ہیں جو بلوچستان کے ضلع شیرانی اور خیبرپختون خواہ کے حالیہ ضم شدہ سب ڈویژن درازندہ میں آباد ہیں۔''پنجاب میں اردو''کتاب لکھ کر اردو زبان کے آغاز و ارتقا کا نظریہ پیش کیا۔ اسلامیہ کالج لاہور اور او نیٹل کالج لاہور میں بطور معلم تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اردو تحقیق کو جدید سائنسی اصولوں پر وضع کرنے میں حافظ محمودشیرانی کا کردار بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

3۔ مظہر محمودشیرانی، وہ کہاں گئے،(کراچی :اٹلانٹس پبلی کیشنز،2020)،ص7

4۔ www.humsub.com.pk, 04.07.2020

5۔ مظہر محمودشیرانی، بے نشانوں کا نشان،(لاہور:القاپبلی کیشنز،2015)،ص7

6۔ ایضاً،ص7

7۔ مظہر محمودشیرانی، بے نشانوں کا نشان،(لاہور:القاپبلی کیشنز،2015)،ص79

8۔ اختر شیرانی ، حافظ محمودشیرانی کے بیٹے اور مظہر محمودشیرانی کے والدہیں اختر شیرانی رومانوی شاعرتھے۔ حافظ محمودشیرانی، اختر شیرانی کو ایک کامیاب شخصیت کے طورپر دیکھنا چاہتے تھے اور یہ ہرباپ کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد کامیابیوں کی تمام منازل طے کرلے۔ حافظ محمود شیرانی کے لاکھ چاہنے کہ باوجود بھی اختر شیرانی کی توجہ تعلیم کی طرف مرکوزنہ ہوئی، اختر شیرانی

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

ایک علمی و ادبی خانوادے سے تعلق رکھنے کے باوجود مے نوشی اور خرابات میں مبتلا رہے۔ ان میں کبھی خود اعتمادی جنم ہی نہیں لے سکی اور مرتے دم تک حافظ محمود شیرانی اپنے بیٹے سے خفا ہی رہے۔

9۔ مظہر محمود شیرانی، بے نشانوں کا نشان،(لاہور:القا پبلی کیشنز،2015)،ص103

10۔ اوراق سبز، مدیر سلیم سہیل

https://auraqu.com 14.10.2021

11۔ https://www.express.pk.com Expressnews

12۔ مظہر محمود شیرانی، جانے کہاں بکھر گئے(کراچی :زندہ کتابیں،2021) ، ص12

13۔ مظہر محمود شیرانی، وہ کہاں گئے (کراچی: اٹلانٹس پبلکشنز،2020)، ص7